Lesson 3: Ibrahim (Ayaat 35-52): Day 11

سُوْرَةُ إبراهيم كي تفسير

؆ڹۜڹؘٳٙڶؙۣٚٵۘڛؗػڹ۫ؿؙڡڹؙڎ۠؆ۣؾۜؿۣؠؚۅؘٳۮٟۼؽڔۮؚؽؙۯؠؙ؏ٟۼڹ۫ۘۮڔؽؾؚڰٲۿٚػڗۧ؞ٟ۫؆ڹۜڹٵڸؽۊؽۿۅؙٵڶڞؖڵۅۊؘڣؘٲڿۼڶٲڣ۫ؠٟۮۊٞ ڡؚڹٙٵڵؾۜٵڛؚڠٞۅؚؽٙٳڶؽۿؚڋۅؘٵؠؗۯ۠ۊؙۿڋڝؚٚڹٵڵؾۜٞڡڒٮؚڶۼڷۿڋؽۺؙػ۠ۯۏڹۿ٧٣﴾

پرورد گار، میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک جھے کو تیرے محترم گھر کے پاس لابسایا ہے پرورد گار، یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں، لہذا تولو گوں کے دلوں کو اِن کامشاق بنااور انہیں کھانے کو کچل دے، شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔

یہاں ابراہیم علیہ السلام اپنی نیکی کا اظہار کررہے ہیں, اے اللہ میں نے تیرے تھم سے اپنے بڑھا پے کی اولاد معصوم اساعیل اور بے گناہ ہاجرہ کو ایک ایسی جگہ چھوڑ دیا ہے جہاں جھاڑ جھنکار کے سوا کچھ نہیں ۔ اے اللہ اگر تجھے میر ایہ عمل پسند ہے تو تومیری دعائیں سن لے ۔ یہ پسندیدہ وسیلہ ہے ۔ بظاہر یہاں ایسالگ رہا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی نیکیوں کا احسان جتارہے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے وہ اللہ کے سامنے اپنی نیکیوں کو ہدیے اور تحفے کے طور پر پیش کررہے ہیں۔

بیچھے سورہ مائدہ میں ہم حدیث پڑھ چکے کہ نیک اعمال کاوسلہ پسندیدہ ہے۔ بخاری کی وہ روایت بھی یاد
کرلیں کہ جو تین لوگ جو غار میں پھنس گئے تھے اور ایک ایک کرکے انہوں نے اپنی نیکیوں کا اظہار
کیا، غار کا پتھر ہٹا اور ان کے باہر آنے کاراستہ بن گیا۔ یہاں سے پتا چلا کہ اپنے کسی نیک عمل کاوسلہ دیا
جاسکتا ہے۔ لیکن ہم ایسا کیوں نہیں کرسکتے۔ تو یہاں آپ حضرت ابر اہیم علیہ السلام کا اعتماد دیکھیں کہ
جب نیکی پورے ذوق وشوق اور کمی بیشی سے نیج کے کی ہو تو انسان اسے پیش کرتا ہے۔ یہ بالکل ایسے

ہیں کہ اگر آپ کا گھر بھی صاف ستھر اہے کھانا بھی بناہواہے، تو آپ شوق سے مہمان کوخوش آمدید
کہیں گے اور اگر گھر بھی گندہ ہو، بکھر اہوا ہو تو آپ کسی بلانے سے پہلے دس دفعہ سوچیں گے۔ توجب
نیکیاں اعلی در جے پہ کی ہوتی ہیں، کوئی دھول مٹی نہیں، اندر باہر سے صاف، توبندہ خوشی سے پیش کیا
کرتا ہے۔

یہاں خود کو دیکھتے ہیں، حضرت ابر اہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اور بیوی کو چھوڑ کے نیکی پیش کی۔ کیا ہم اس کورس کو اللہ کی خدمت میں پیش کرسکتے ہیں۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اے اللہ میں نے یہ کورس تیری رضا کے لئے نثر وع کیا میں اسے پورے خلوص سے اور نیک نیتی سے کر رہی ہوں۔

ہم تو پہلے سوچ میں پڑجائیں گے کیااس کا معیاریامیری نیکیوں کا معیار اتناہے کہ میں اللہ کے سامنے پیش کر سکوں۔ کتنی چھٹیاں کتنے ٹیسٹ جو میں ہوئے، کتنے نوٹس چھوڑے۔ ہر کام کی ایک کو الٹی ہوتی ہے۔ آپ کسی کو تخفہ دیتے ہیں تو اپنے بیارے کو بہترین تخفہ دیتے ہیں۔ یا در کھیں کچھ الی نیکیاں ضرور کرکے رکھیں، جو مشکل وقت میں اللہ کو بیش کر سکیں۔ اللہ کو ہماری نیکیوں کی ضرورت نہیں لیکن ہمیں اللہ کی ضرورت ہے۔ ہم سب یہاں ہدایت لینے آتے ہیں یہ چچلے رمضان کی مانگی ہوئی دعائیں پوری ہورہی ہیں۔ اگر آپ کو یہاں آکر ہدایت مل رہی ہے تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں۔ تقوای چو کیدار ہے۔ کوئی کسی سے زبر دستی کچھ نہیں کر واسکتا۔

خود اپنے لئے نیکیاں جمع کریں۔ کچھ نیکیاں اس درجے پر کرلیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ کو پیش کر سکیں۔ عربی لکھیں عموماحضرت ابراہیم علیہ السلام کے جملے بہت جھوٹے ہوتے ہیں لیکن میڈ کو پیش کر سکیں۔ عربی لکھیں عموماحضرت ابراہیم علیہ السلام تقریبا90برس کے بید جملہ بہت بڑا ہے آپ اس جملے کا در دمحسوس کریں حضرت ابراہیم علیہ السلام تقریبا90برس کے

ہیں اور بیوی 70سے 80سال کی اور معصوم بچہ جو اتنی دعاؤں کے بعد ہوا، اُنہیں ایک بیابان جگہ پر چھوڑا جہاں بچھ نہیں ہے، ہاں اللہ وہاں تیر اگھر ہے۔ خانہ کعبہ شر وع سے تھالیکن طوفانِ نوح میں اس کی اوپر کی عمارت ساری ختم ہو گئی۔ خانہ کعبہ جس صورت میں آج ہے اس صورت میں نہیں تھاجب حضرت اساعیل تھوڑے سے بڑے ہوئے تو پھر حضرت ابر اہیم نے اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر اس کی دیواریں اٹھائیں۔

کیا ہم اپنے بچوں کے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں۔ ہم توبہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارا بچہ دین سکھنے لگ گیا تو دنیا سے بچھے رہ جائے گا۔ کیا حضرت اساعیل علیہ السلام دنیا سے بچھے رہ گئے۔ اللہ نے اس بچے سے وہ کام لے لیا کہ اگر ہم سب کے بچے بھی جمع ہو جائیں تو کامیا بی کے اس معیار تک نہیں پہنچ سکتے۔

پہلی دو آیتیں 35 اور "36ربی "سے شروع ہوئی۔ یہاں کہا ہو بھا۔ مفسرین نے بڑا خوبصورت نقطہ اٹھایا کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام رَبی گہرہے سے لیکن جیسے ہی اولا د کا ذکر آیا تو کہا ہو بھی اٹھایا کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی شامل کر لیا تو یہاں یہ نکتہ ہے کہ اب اپنے ساتھ اساعیل علیہ السلام کو بھی شامل کر لیا تو یہاں یہ نکتہ ہے کہ اب اپنے ساتھ اساعیل علیہ السلام کو بھی شامل کر لیا کہ اساعیل علیہ السلام کے رب۔ عِنْلَ بَیْتِا ہے الْمُحَدِّم ِ ہم بین عمارت نظر نہیں آرہی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیہ بیتہ تھا کہ اللہ کا گھریہی کہیں ہے لیکن عمارت نظر نہیں آرہی۔

سورہ بقرہ آیت 127 میں ہم پڑھ چکے ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اساعیل علیہ السلام نے مل کراللہ کے گھر کی بنیادیں اٹھائی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سب اس لیے کیا تا کہ ہم بنگالیفقیڈ کھو السّے اللہ کا کہ تابیکا لیفقیڈ کھو السّے اللہ کا کہ تابیک کہ جہال مسجد السّے اللہ کا کہ تازیر ٹھ سکیں۔ کہہ رہے ہیں کہ میں اپنے بچوں کو ایسی جگہ جہال مسجد نہیں دین کا کوئی کام نہیں وہاں سے نکال کے ایک ایسی جگہ لے آیا جہاں پر ان کو دین مل سکے۔ چاہے

شہر سے باہر چاہے ملک سے باہر۔ تو پتا چلا کہ اولا دوں کو ایسی جگہ پر آباد کرناچاہیے جہاں دین کے مواقع زیادہ ہوں تا کہ نماز میں سستی نہ ہو۔ مسلمانوں کی بیندیدہ ہجرت لیفقیڈ مُوُا الصَّلوةَ ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ وہ مسجد کے قریب جاکر نماز پڑھے گالیکن اگر دل میں اللّٰہ کی اور نماز کی محبت نہیں تومسجد کی پہلو میں بھی رہتا ہو تو نماز نہیں پڑھے گا۔ اس کیلئے پچھلی در خت کی مثال یاد کر لیجئے کہ دلوں میں اللّٰہ کی محبت کا بچے لے دہاں سے عبادات کا تنا نکلے ، تا کہ یہ نمازی بنیں۔

یعنی لیئوٹیمٹو الصّلوق سے مُر او ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کی عبادات کی فکر کی۔
قائجہ کُ اَفَیال قَصِّن النّاس هُمُویِّ بیچھ سے بات چل رہی ہے کہ یہ نماز پڑھیں اورلوگوں کوان کی طرف ماکل کر دے۔ یہ اگلی دعاما نگی۔ آپ بھی یہ دعاما نگا کریں کہ اے اللہ میرے بیچ ایسے ہوں کہ لوگ بھی ان سے بیار کریں۔ جو بیچ محبت، بیار، عاجزی والے ہوتے ہیں وہ سب کی دعائیں اور محبت لیتے ہیں۔ دعاکریں کہ اے اللہ میرے بیچوں سے ایسے کام لے کہ دوسرے ان کی نیکیوں کی وجہ سے ان ہیں۔ دیا کریں۔ اسکی گواہی ہم سب دے سکتے ہیں کہ جو بیچ تابعد ار ہوتے ہیں وہ انجھ لگتے ہیں۔ اور عموماً جو بیچ ماں باپ کے فرما نبر دار ہوتے ہیں وہ ماں باپ کے دوستوں کے بھی تابعد ار ہوتے ہیں۔ جن بیچوں کو آپ بیپن سے جانتے ہوں اور وہ ہڑے ہو کے بھی آپ کی عزت کریں تووہ بیچ بھی بہت بیارے لگتے ہیں۔ انسان یہ سارے کام اپنے لیے کرتا ہے لیکن اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے اَفَیِل وَقِین اللّاس بیارے لیے کہ تابعد کی بیارے اَفیِل وَقِین اللّاس بیارے کے کام اپنے لیے کرتا ہے لیکن اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے اَفیِل وَقِین اللّا اللّا بیارے کے آبوتا ہے اَفیِل وَقِین اللّا اللّا بیارے کُتُون اللّا اللّا بیارے کُتُون اللّا اللّا بیارے کُتُون اللّا اللّا ہمے۔

مجھے اپنے والد صاحب کی ایک بات یاد آگئی وہ کہتے تھے کہ ''کام اچھا کرنا اپنے لیے اور شاباش لینا جگ کی''۔ تو حضرت ابر اہیم' دعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ دوسرے بھی میرے بچوں سے پیار کریں۔ آپ اپنے بچوں کے لیے یہ دعامانگا کریں۔ اگر کوئی چھوٹا پڑی ہے اور آبکوائس پہیار آیاتو آپ اُسے کوئی
کینڈی دے دیں گے لیکن جب آپ کو کسی بڑے بچ پہیار آئے گاتو آئے گاتو آئے گاتو آپ اُسے پیار دیں
گے۔ وائر دُقَّھُ مُر هِن الفَّمَوْتِ لَعَلَّهُ مُر یَشَکُرُونَ، کیا ابر اہیم ٹے اپنی اولا دے لیے د نیامانگ کی کہ انہیں
پیل دے دے۔ نہیں! ہوتی آلینا فی الدُّنیا حسّنہ اَتَّوْفِی الْاحِورَ قِحَسَنه اَوَّقِیْنَا عَلَ اب النَّابِ حضرت
بیل دے دے۔ نہیں اُس ہورت ہیں۔ اپنی اولا دے لیے کیا بچھ مانگ رہے ہیں۔ اُن کا دین، اخلاق اور
دین و دنیا کی ہر چیز مانگ رہے ہیں۔ کہ اے اللہ میرے بچوں کو وہ بہترین چیزیں دے تو ان کے لیے
بہتر ہیں۔ اپنے لیے بھی دعائیں مانگیں اور اپنی اولا دے لیے بھی مانگ یہ نبیوں کو جس چیز کی اب سے
زیادہ اپنی اولا دے لیے فکر ہوتی ہے وہ اُنکا ''تقوی ''ہے۔ اس کا اشارہ اگلی آیت میں مل رہا ہے۔
تہتا اِنْکُ تَعَلَمُ مَا نُحْفِیُ وَمَا نُعْلِنُ وَمَا نِحُلُی وَمَا نُعْلِی وَمَا نِحُلُی عَلَی اللّٰہِ مِنْ شَیْءِ فِی الْاَنْ ضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ ﴿ ٢٨ ﴾
ہوتیتا اِنْکُ تَعْلَمُ مَا نُحْفِی وَمَا نُعْلِنُ وَمَا نُحْفِی عَلَی اللّٰہِ مِنْ شَیْءِ فِی الْاَنْ ضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ ﴿ ٣٨ ﴾

اے پرورد گار جو بات ہم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں توسب جانتا ہے۔ اور خداسے کوئی چیز مخفی نہیں (نه) زمین میں نه آسان میں۔

ہم سورۃ لقمان میں پڑھیں گے کہ حضرت ابراہیم در پر دہ اپنی اولا دوں کو بھی یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اللہ تمہارے ظاہر ، باطن کو جانتا ہے۔ تم جو سامنے کرتے ہواُسکو بھی جانتا ہے اور جو چھُپا کے کرتے ہواُسکو بھی جانتا ہے۔ زمین و آسان کی کوئی چیز اللہ سے نہیں چھُپی۔ تواس سے ہمیں یہ پتاچاتا ہے کہ ہواُسے بھی جانتا ہے۔ زمین و آسان کی کوئی چیز اللہ سے نہیں چھُپی۔ تواس سے ہمیں یہ پتاچاتا ہے کہ ہمیں ایٹ بھی دیکھ دہا ہے۔ یہ احساس کہ میر ارب مجھے دیکھ رہا ہے۔ یہ احساس کہ میر ارب مجھے دیکھ رہا ہے۔ انسان کو بہت خوبصورت کر دیتا ہے۔ جب انسان اللہ کی نظر وں کو محسوس کرتا ہے تو وہ محتاط ہو جاتا ہے۔ پچھلی آیت کے آخر میں حضرت ابراہیم ہے اپنی اولا دے لیے پھل مائلے تواسکی وجہ یہ نہیں تھی

کہ وہ صحت مند کھانا کھا کے موٹے ہو جائیں یااُن کے وٹامن پورے ہو جائیں بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ شکر گزار بنیں۔ یہ کھا کے تیر اشکر کریں۔ انکے دل تیرے شکر سے بھر جائیں۔ انہیں احساس ہو کہ ان کارب ان سے کتنی محبت کر تا ہے۔ آپ سب سوچیں کہ کیا جتنا ہم اولاد کو کھانے پینے کا سامان مہیا کرتے ہیں کیا اُتنااُن سے شکر کرواتے ہیں۔ "ثمر "محنت کے پھل کو کہتے ہیں۔ لفظ"فا کھا "کا معنی پھل کرتے ہیں کیا اُتنااُن سے شکر کرواتے ہیں۔ "ثمر "محنت کے پھل کو کہتے ہیں۔ لفظ"فا کھا "کا معنی پھل ہے۔ یہ صرف پھل ہی نہیں ہو تا، 'نتیجہ انبھی ہو تا ہے۔ جیسے جب نیج در خت بنتا ہے تواسکے نتیجے میں کھل آتا ہے۔ اسی طرح سارادن کام کرکے جو شخواہ ملتی ہے وہ کام کا نتیجہ ہے۔ اثمرہ اکہتے ہیں کسی بھی چیز کافائدہ مند حصہ۔ در خت کے پھل کو اُسکا ثمر کہیں گے۔ تواپنی اولاد کے لیے دین اور دنیا دونوں مانگ رہے ہیں۔

یہاں سے ایک اور نکتہ ملتا ہے کہ اپنی اولاد کے لیے پھل مانگ رہے ہیں لیکن کھڑے ذِی زُیْ عِ، کوئی اسباب نہیں، زمین بنجر ہے لیکن تو کل ہے کہ میر ارب کر سکتا ہے۔ میر ارب صحر اوّل میں بھی پھول بید اکر سکتا ہے۔ اسلیے اپنے رہ سے مانگا۔ اور یہ بھی نہیں کہا کہ اچھااللہ انہیں رو کھی سو کھی دے بید اکر سکتا ہے۔ اسلیے اپنے رہ سے مانگا۔ اور یہ بھی نہیں کہا کہ اپنی اولاد کے لیے دنیا بھی مانگیں۔ مانگیں کہ اللہ انہیں کھلارزق دے اور پھر دل وزبان سے شکر کرنے والا بنا۔ اس رزق کو تیرے ہی راستے میں لگا دیں۔ نعمت کا شکر یہ ہے کہ نعمت دینے والے کے سامنے عاجز ہونا۔ آپ کو نبیوں کے اس کلام میں ایک ٹھنڈک اور مٹھاس ملتی ہے۔

کیا ہم بھی اللہ کے شکر گزار ہیں۔ یہ اللہ سے باتیں کر کے پتا چلے گا کہ ہم شکر کرتے ہیں یا نہیں۔ بعض او قات ہماری تو دعا بھی تھم کے انداز میں ہوتی ہے۔عاجزی سیکھیں۔ اپنے اندر عاجزی لائیں۔ اگر آپ کو کسی سے بھی کوئی نعمت ملی ہے تواُس کے شکر گزار بنیں۔ زبان پہ مٹھاس لائیں۔ زبان پہ مٹھاس لائیں۔ زبان پہ ملا کر تر از بنیں۔ زبان پہ مٹھاس لائیں۔ زبان پہ بد تمیزی تب آتی ہے جب سوچ آوارہ ہوتی ہے۔ ہمیشہ یہ سوچیں کہ آپ کے مال باپ نے آپ کو آج تک کیا دیا، یہ نہ سوچیں کہ کیا نہیں دیا۔

بعض او قات بچے ماں باپ کے ناشکر ہے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں دیا، وہ نہیں دیا۔ ماں پاب آپکو دنیا میں لانے کا ذریعہ بنے ہیں۔ اگر ہم اپنے ماں باپ کی دی ہو ئی نعمتوں کا احساس کرلیں تو بھی ہماری آوازیں اُن کے آگے اونچی نہ ہوں بلکہ دل میں کوئی شائبہ بھی نہ آئے۔ اسی طرح اگر زندگی میں آپ کوکسی سے تھوڑا سابھی فیض مل جائے تو اُسکے بارے میں اپنی سوچ سید ھی کریں۔ کیوں کہ سوچ کا بگڑنا ڈائیورشن کی علامت ہے۔ جن اُستادوں نے ہمیں اُردو لکھنی، پڑھنی سکھائی کیاان تیرہ پاروں کو لکھتے پڑھتے ہوئے اُن کو اجر نہیں ملے گا۔ ضرور ملے گا۔ ہم بہت جلدی اپنے محسنوں کوضائع کر دیتے ہیں۔ ہم بہت ہی بہت ہم بہت ہیں۔

بڑوں کی کہی ہوئی بات یاد آگئی کہ اگر کبھی آپ کسی درخت کے پنچ دھوپ سے نج کے سستانے بیٹھے توساری زندگی اُس درخت کے احسان مندرہیں کہ ایک دفعہ میں گرمیوں کی دھوپ میں اس کے پنچ بیٹے بیٹھا تھا۔ کہاں انسان کو خیر مل جائے، باتیں آ جائیں توسوچتے نہیں کہ بیچھے کس کاہاتھ ہے۔اللہ نے ہمیں لکھنے کی، یاد کرنے کی توفیق دی۔ حضرت ابراہیم گی دعائیں بہت پیاری ہیں۔ پڑھتے ہوئے انسان جذباتی ہوجا تاہے کہ اُنہوں نے اپنے بچوں کے لیے اتنی دوررس دعائیں کیں۔اور پھر شکر گزاری

ٱلْحَمْدُ لِللهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ السَّمْعِيْلَ وَالسَّحْقُ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿٣٩﴾

## شکرہے اُس خدا کا جس نے مجھے اِس بڑھا ہے میں اساعیل اور اسحاقی جیسے بیٹے دیے، حقیقت یہ ہے کہ میر ارب ضرور دعاستیا ہے۔

جب اسماعیل کی پیدائش ہوئی تب حضرت ابراہیم کی عمر 81 سال تھی اور اس کے کئی سال بعد حضرت اسماقیل پیدا ہوئے تھے۔ اب جیسے ہم نبیوں کے بارے میں پڑھ رہے ہیں تو حضرت ابراہیم کی زندگی بھی ہجر توں میں ہی گزری۔ اِدھر سے اُدھر۔ 18 سال کی عمر تک حضرت ابراہیم کے بیچ نہیں تھے۔ اُن کی ہیوی کی عمر بھی کافی ہو چی تھی۔ آج کے ڈاکٹر تو مایوس کر دیں۔ لیکن اللہ نے اولا دوے دی۔ مفسرین کہتے ہیں کہ جو دین کے کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے لیے unusual سالت پیدا کر دیتا مفسرین کہتے ہیں کہ جو دین کے کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے لیے اسماعالات پیدا کر دیتا ہوتی ہے۔ حضرت اسماعیل آکیا بیٹے تھے۔ جب اللہ کے تھم پہ اُنہیں چھوڑا تو اللہ نے تھے میں حضرت اسماعیل کرتے ہیں۔ موتے کہ اللہ استے بڑھا ہے میں بیٹا دیا اب وہ بھی لے رہا ہے۔ اسمانی دے دیئے۔ ہم ہوتے تورورہ ہوتے کہ اللہ استے بڑھا ہے میں بیٹا دیا اب وہ بھی لے رہا ہے۔ دل اسمانی دے دیئے۔ حضرت ابراہیم بھی میش نہیں پڑے ، بس اللہ کا تھم بجالائے توبد لے ہیں اللہ نے برات اللہ کا تھم بجالائے توبد لے ہیں اللہ نے بیٹ اللہ نے اسماقی دے دیئے۔

اِنَّ مَا قِي لَسَمِيْعُ اللَّهُ عَآءِ اور بِ شک مير ارب دعائيں سُنے والا ہے۔ پیچھے حضرت اساعیل کی بات آئی تو "
و " رَبَّنا "اب اس آیت میں پھر مَرِقِی پہ آگئے ہیں۔ یہ بندے کا اپنا تعلق ہو تا ہے۔ اللہ کے ساتھ اپنے تعلق میں کسی کونہ آنے دیں۔ اللہ یہ تیرے ساتھ میر اتعلق ہے جو تومیری دعائیں سُنٹا ہے۔ حضرت اساعیل محضرت ابراہیم سے و قتی طور پر جُداہوئے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ چار پانچ دفعہ آپکی

ملا قات حضرت اساعیل سے ہوئی تھی۔ یہ وقتی قربانیاں ہوتی ہیں جو بندہ اللہ کی راہ میں کر تاہے۔ پھر باقی ساری زندگی اُس کی ٹھنڈک محسوس کر تاہے۔

ىَ بِّ اجْعَلْنِيُ مُقِيْمَ الصَّلُوقِ وَمِنُ ذُرِّ يَّتِيْ الْكَاوِتَقَبَّلُ دُعَا ءِ ﴿ ٢٠﴾

اے میرے پرورد گار، مجھے نماز قائم کرنے والا بنااور میری اولا دسے بھی (ایسے لوگ اٹھاجو یہ کام کریں) پرورد گار، میری دعا قبول کر۔

حضرت ابراہیم گواپنی اولاد کی نماز کی فکر لگی ہوئی ہے۔ اس دعاکو آج کے دور کی دعاسے ملائے توہم کیا کہتے ہیں کہ اے اللہ میرے بچے کو اچھی یو نیورسٹی میں داخلہ مل جائے۔ میرے بچے کو ڈاکٹر بنا۔ اس کا اچھاسار شتہ کر دے، اچھی سی نوکری دے دے۔ یہ دُعائیں مانگنابُری بات نہیں لیکن آپ حضرت ابراہیم کا درد محسوس سیجھے۔ یہ وہ دعاجس میں اولاد اور مال پاب دونوں شامل ہو گئے ہیں۔ مَاہِنَا وَتَقَبَّلُ ابراہیم کا درد محسوس سیجھے۔ یہ وہ دعاجس میں اولاد اور مال پاب دونوں شامل ہو گئے ہیں۔ مَاہِنَا وَتَقَبَّلُ اللہ تَوْدِعاوں کو سُننے والا ہے۔

ى تَبَنَا اغْفِرُ لِي وَلِوَ الِدَى وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابِ [ ﴿ ٢١﴾

پرورد گار، مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اُس دن معاف کر دیجیو جبکہ حساب قائم ہو گا"

حضرت ابراہیم کی دعائیں آیت 31سے لے کر آیت 41 تک جائے پوری ہوئیں۔ بظاہریہ ایک رکوع ہے لیکن اس ایک رکوع ہے لیکن اس ایک رکوع میں اُنہوں نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے دنیاو آخرت کی ہر بھلائی مانگ لی۔ اب دیکھیں گے کہ ان دعاؤں سے ہمیں عمل کے کیا نکتے ملے۔

1۔ اپنے دل کی بات ڈائیر یکٹ اللہ تعالیٰ سے کی۔ کسی بڑے، چھوٹے، بزرگ کونچ میں نہیں رکھا۔
2۔ بڑی بڑی چیزوں کی دعائیں ما گلیں۔ آپ کہیں کہ اے اللہ میرے بچے کو امام کعبہ بنادے۔ آپ کہیں گے یہ کہیں گے یہ کیوں نہیں ہو سکتا۔ دعائیں ما نگتے ہوں گے یہ کہیں گے یہ کیوں نہیں ہو سکتا۔ دعائیں ما نگتے ہوں گے عقل نہ استعال کیا کریں۔ دل استعال کیا کریں۔ اپنی اولاد کوبڑے تیا ک سے دعائیں دینا شروع کر دیں۔ تھوڑا ساوفت رکھ لیں اور پورے شعور اور محبت سے بچے کے لیے دعاما نگیں۔ اُس وفت بچ کی کوئی نافر مانی نہ سوچیں۔ اور اللہ سے منت مان لیں کہ اے اللہ میں نے رمضان ختم ہونے تک اپنی دعاؤں کا اثر دیکھنا ہے۔

3۔ اپنی اولا د کے لیے دعاما نگنے میں اپنی نیکیوں کو وسیلہ بنائیں۔ کوئی چٹیبی نیکیاں کریں کہ آپ کو دعا مانگ کے مزہ آ جائے کہ اللہ بیہ عمل تو میں نے سراسر تیرے لیے کیا۔ جس حساب سے کر سکتی تھی کیا، اس سے زیادہ میں کرہی نہیں سکتی تھی، تو تُومیری اس دعا کو قبول کر۔

4۔ اخلاص کے ساتھ دعاما تگییں۔

5۔ سکون، اطمینان کی دعاسب سے پہلے ما تگیں، بچوں کے اندر جھنجھلاہ فے ہوتی ہے، جس وجہ سے وہ ہماری بات نہیں مانتے۔ آپ اپنے بچوں کے لیے سکون کی دعاما تگیں۔ان کے اندر کو مطمئن کریں۔

6۔ آنے والے فتنوں سے پناہ ما نگی۔ ہم بھی اپنے بچوں کے لیے بید دعامانگ سکتے ہیں کہ اے اللہ آنے والے دور کے فتنوں سے میرے بچوں کو بچا۔

7۔ شرک سے بیخنے کی دعاکریں۔ حضرت ابراہیم ٹنے سب سے پہلے اپنی اولا دکے لیے دعاما نگی کہ مجھے اور میرے بیوں کو بتوں کی بیو جاسے بیچا۔ شرک سے بیچالیں گے توانشاء اللّٰد باقی چیز وں سے بھی پیچ جائیں گے۔ وائیں گے۔

8 - باربار دعامیں 'رب' کو یُکار رہے ہیں۔

9۔ جانتے بوجھتے اور انجانے میں کیئے گئے شرک سے بھی پناہ مانگی۔ کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ مجھے اور میری اولا دکوہر طرح کے شرک سے بچالے۔

10۔ پھر کہااے اللہ میں نے تیری محبت میں اپنی بیوی اور بچے کو چھوڑا ہے تو دوستی بھی اللہ کے لیے، محبت بھی اللہ کے لیے۔

کچھ گائیڈ لائن بھی ملتی ہے اور وہ یہ کہ ہم دعاؤں کی قبولیت کے لیے کیا کریں۔

1 - الله كى راه ميں قربانياں ديناپر تى ہيں ـ

2۔ عملی ایکشنز لینے پڑتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابر اہیم نے کعبہ تغمیر کیا۔ بچوں کی نمازوں کی فکر کی۔

3۔ آج ہم بچوں کے دنیاوہ معاملات میں توتڑ پتے ہیں لیکن دینی معاملات پہ سور ہے ہیں۔

4۔ اللہ پر توکل کریں اور دین کے کاموں میں بچوں کو آگے لائیں تو آپ دیکھیں گے کہ اُس کا اثر آپ کی زندگی پہ ہو گا۔ 5۔ جب بھی اللہ تعالی سے پچھ مانگیں تواُس کی خیر بھی مانگیں۔ کہ اے اللہ بیہ آسانی سے مل جائے، مشکل سے نہ ملے۔

6۔ بچوں کے لیے نعمت مانگیں توساتھ ہی ساتھ اُن کو شُکر گزار بنانے کی کوشش کریں۔

7۔ مایوس ہو کے دعاما نگنانہ جھوڑیں۔ جس کواللہ کے وعدوں یہ یقین ہو گا،اللہ اُس کی دعاضر ور سُنے گا۔

عمل کی بات: - کہ اپنے مال باپ کے لیے بھی دعاکر نی چاہئے۔

حضرت ابر اہیم نے اپنے ماں باپ کے لیے کیوں دعا کی جبکہ وہ شرک پہتھے۔ اس پر مفسرین نے چند باتیں کیں۔

1۔اُس وفت اُن کے ماں باپ زندہ تھے اور زندہ انسان کی ہدائیت کی دعا کبھی بھی کی جاسکتی ہے۔

2۔ باپ سے جو وعدہ کیا اُس کو پورا کرنے کے لیے۔

3۔ ابھی اُن کو یہ نہیں پتاتھا کہ مشر ک ماں باپ کے لیے دعانہیں کی جاسکتی۔

یہاں حضرت ابراہیم کی دعائیں بوری ہوئیں۔ان میں اولاد کے لیے جوسب سے زیادہ ما نگی وہ دنیا کی دعائیں ہیں۔ دعائیں ہیں۔رزق،امن،سکون۔لیکن جب ماں باپ کی دعاما نگی تواغْفِدُ لِیُ، یَقُوْمُ الْحِسَابُ □

کیوں کہ ماں باپ تقریباً اپنی زندگی گزار ٹیکے ہوتے ہیں تو یہی دعاہوتی ہے کہ اُنکاخاتمہ بالخیر ہو۔